سوال نمبر2(الف) (i)

حکومت برطانیہ کے عناد کی وجہ :-

پہلی جنگِ عظیم میں انگریز کا مقابلہ جرمنی سے ہوا تھا اور اس جنگ میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا تھا۔ اب چونکہ برصغیر کے مسلمانوں کی نظر میں ترک کا ایک اعلیٰ مقام تھا اس لیے انھوں نے مالی اور طبی امداد پہنچائی اب چونکہ بلواسطہ ترکی انگریز کے رقیب تھے انکی حمایت کرنا گویا انگریز کو شکست دلانے کے مترادف تھا اس وجہ سے حکومت برطانیہ کو مسلمانوں سے عناد پیدا ہوا۔

سوال نمبر2(الف) (ii)

مسلمانوں کے ترکی کی حمایت کی وجہ :-

مسلمانانِ ہند ترکی کے سلطان کو حجاز کی خدمت کرنے کی وجہ سے خلیفہ اسلام سمجھتے تھے اور برصغیر کے مسلمانوں کی نظر میں خلافت کا ایک ادب و احترام موجود تھا۔ اس سب کی وجہ سے وہ ترکوں کی بھی عزت کیا کرتے تھے۔ اسی عنصر کی وجہ سے مسلمانوں نے ترکی کی حمایت کی تھی۔

سوال نمبر2(الف) (iii)

وعدہ خلافی :-

حکومت برطانیہ نے مسلمانانِ برصغیر کو قابو میں رکھنے کیلئے یہ تسلی یا وعدہ کیا کہ ہمیں ترکی سے کوئی غرض نہیں ہے ہمارا نشانہ صرف جرمنی ہے اور ہمیں جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی تو ہم ترکی کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائیں گے بالآخر وہ اپنی عادت سے مجبور، وعدے سے پھر گئے اور انھوں نے ترکی کی وسیع سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

سوال نمبر 2(الف) (iv)

تحریکِ خلافت

انگریزوں نے مسلمانوں سے کیا ہوا وعدہ وفا نہ کیا اور اسے توڑ دیا اس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی اور اسکے نتیجے میں ترکی میں موجودہ خلافت پارہ پارہ ہو گئی اب چونکہ مسلمان اسکو مقدس سمجھتے تھے۔ اس لیے انھوں نے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی رہنمائی میں تحریکِ خلافت کا آغاز کیا۔

سوال نمبر 2(الف) (v)

شدھی اور سنگھٹن تحریک کا مقصد:

جب مسلمانانِ ہند نے خلافت بچاؤ تحریک کا آغاز کیا تو اسی زمانے میں ہندوؤں نے شدھی کی تحریک کا آغاز کیا جسکا بنیادی مقصد مسلمانوں کو ہندو بنانا تھا اور سنگھٹن تحریک بھی شروع کی جسکا بنیادی مقصد ان کو ختم کرنا تھا۔

سوال نمبر 2(الف) (vi)

مرکزی خیال:-

اس عبارت کا مرکزی خیال یہ ہے کہ نظریہ پاکستان مسلمانوں میں کیسے اُجاگر ہوا۔ مسلمانوں کے پاس اپنا آزاد وطن نہ ہونے کی وجہ سے انھیں کس کس طرح کے مسائل کا سامنا تھا۔ ہندو کسی بھی موقع پر اپنا مسلم عناد نہ چھپا سکے اور پھر خدائی مرضی سے انہی سب حرکتوں کی وجہ سے مسلمانوں نے نیا وطن بنانے کا سوچا۔

سوال نمبر 2(ب) (i)

مجاہد اور زاہد کی صفت

شاعر نے مجاہد کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ اللہ کا نام سن کر کانپ جاتا تھا۔ وہ حقیقت یہاں پر مجاہد کے تقویٰ کو بتایا کہ مجاہد تو جری بہادر اور بے باک ہوتا ہے وہ کسی چیز سے بھی نہیں ڈرتا مگر اللہ کے نام پر کانپ جاتا ہے۔ اسی طرح زاہد بھی ایسے ہوتے جو صرف سچ اور حق کی بات پر سر جھکاتے کہ وہ نیکو کار تو نام کے نہیں تھے بلکہ خدا کا رسول جیسا حکم دیتا اسکرتے اور جس سے روکتا اس سے رک جاتے۔

سوال نمبر 2(ب) (ii)

اسلام اور دلوں کا جذبہ:

اسلام جب آیا تو لڑ سوانہ بھرا تھا، ظلم و ستم تھا، معاشرے میں ہر بندہ دشوار تھا، اچھے برے کی تمیز نہ تھی، مساوات نہ تھا، کسی کی خدمت کا کوئی ذوق نہ تھا۔ مگر جب اسلام آیا تو اس نے لوگوں میں خدمت کے جذبے کو بیدار کیا اور جب یہ جذبہ ابھر جائے تو باقی برائیاں خود ہی ختم ہوتے لگتی ہے گویا کہ انسانیت تو ساری مریض تھی اسلام کے آنے سے اسکی باطنی صحت کا غسل ہو رہا تھا۔

سوال نمبر 2(ب) (iii)

اسلام کا ہادی:

اسلام کے ہادی سے مراد تاجدار ختم نبوت مصطفیٰ و مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ آپ ﷺ لوگوں کے پیر کامل بن کر تشریف لائے ایک مثالی نمونہ سمیٹے ہوئے تھے کہ لوگوں کو رذیل و خسیس حرکتوں سے نکال اپنے کردار کے ذریعے۔ اور اسی طرح لوگوں کو خالق حقیقی کے ساتھ وفا کرنے کا درس دیا کہ بتوں کو مت پوجو اللہ کے بندے اللہ کی طرف آؤ۔ ففروا الی اللہ!

سوال نمبر 2(ج) (i)

جگ میں آکر شاعر کا تتبع:

شاعر خواجہ میر درد کہتے ہیں کہ جب میں جگ میں آیا۔ اس دنیا فانی میں آیا تو میں نے یہاں پر سوائے خدا کی ذات کے کچھ نہ دیکھا۔ تا حدِ نگاہ شاعر کو اپنے محبوب کی ذات کے علاوہ اور کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ اس کیفیت کو تصوف کی اصطلاح میں وحدت الوجود کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں اتنا کھو جاتا ہے کہ اسے صرف ہر چیز میں خدا نظر آنے لگتا ہے۔ بقول رومی کے: (جیسا مفہوم یہ ہے)۔

"جو تم خدا کے علاوہ چیزیں دیکھ رہے ہو یہ سب بت ہیں کیونکہ اصل حقیقت تو خدا ہے۔"

سوال نمبر 2(ج) (ii)

انسانی مشکلیں۔۔۔

شاعر کے مطابق جب انسان پر غم آتا ہے تو وہ دکھی ہوتا، پریشان ہوتا مگر جب وہ غم اور مشکلیں انسان پر حد درجہ کی ہو جائیں تو پھر انسان کو اسکا غم اور مشکلیں پریشانیاں نہیں بلکہ آسان نظر آنے لگتی ہے کہ الٹا عمل شروع ہو جاتا ہے بجائے کہ وہ زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ہو اب آسان لگنے لگتی ہے۔ سو شاعر درحقیقت شاعر اپنی بے بسی کو بتا رہا ہے۔

سوال نمبر 2(د) (i)

مرثیہ کی تعریف:

لغوی:

مرثیہ کا لفظ رثا سے نکلا ہے جو کہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

اصطلاحی: علم و ادب کی اصطلاح میں مرثیہ وہ کلام ہوتا ہے جس میں مرنے والے کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں اور اس کی دردوالم کی کیفیت کو بیان کر کے رویا جاتا ہے۔

مثال مرثیہ کا ایک قطعہ کچھ یوں ہے:

؎ پیاسی جو تھی سپاہ خدا ابن مرتضیٰ کی ساحل سے سر پٹکتی تھی موجیں فرات کی

اجزاء: مرثیہ کے کل نو اجزاء ہیں جن میں سے دو یہ ہیں

(i) چہرہ (ii) سراپا

سوال نمبر 2(د) (ii)

صنعت تلمیح:

صنعت تلمیح علم بدیع کی وہ قسم ہے جس میں کسی قرآنی آیت، حدیث مبارکہ یا تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے کلام میں حسن پیدا کیا جاتا ہے

مثال:-

؎ ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
میرے دردکی دوا کرے کوئی

وضاحت

ابنِ مریم سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں قرآن پاک میں انکے متعلق مذکور ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور وہ بیماروں کو اللہ کے حکم سے صحت یاب بھی کرتے تھے۔ اس لیے ابن مریم اور دردکی دوا کر دے کہا۔

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1)

حوالہِ متن:

سبق کا نام : بہادر خان کی سرگزشت

صنف : نثر

ہیت : سرگزشت/داستان

سیاق:

بہادر خان ایک کسان تھا اور اپنے کھیتوں کی کا وہ خیال رکھا کرتا۔ اس کا ایک غلام، نوکر بھی تھا۔ بہادر کے کچھ اشتہ دار آئے اور اسے شادی پر لے گئے اور بہادر خان نے اپنے نوکر کو منع کیا تھا کہ وہ کسی کو نہ بتائے جب بہادر خان چلا گیا تو پیچھے اسکے کھیت کو آگ لگ گئی اور وہ لڑکا بھی مر گیا۔ لوگوں کو لگا کہ بہادر خان مر گیا ہے مگر جب وہ شادی سے واپس آیا تو لوگ اسے دیکھ کر ڈرنے لگے اور بھاگنے لگے۔

تشریح:

بہادر خان نے اپنے قبیلے میں ہونے والے سارے فریبوں اور عملوں کو دیکھا کہ نہ کوئی اسکے قریب آ رہا ہے سب دور بھاگ رہے ہیں تو وہ اب کیا کرے کیا وہ نئی میں چھلانگ لگا لے؟ یا وہ پتھروں سے اپنا سر پھوڑ دے وہ کیا کرے گا کہ اسکی قوم اس کو پہچان پائے کہ یہی بہادر خان ہے۔ یہ کیسا ستم ہے کہ میں اپنے فریبی شتہ داروں کیلئے بھی بیگانہ ہو گیا ہوں وہ لوگ بھی بہادر خان نہیں سمجھتے کم از کم قرابت داری کا اتنا تو حق ادا کرتے کہ وہ مجھ مان لیں کہ میں ہی بہادر خان ہوں۔

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2)

یہ کیا ماجرا ہے کہ میرے قبیلے والوں نے بھی مجھے بیگانہ سا اقرار کر دیا اور اک یہ کم بخت مالا ہے جو بار بار میرے سامنے پڑ رہی ہے کیا کہہ دیا کہ قبرستان جاؤ حالانکہ اتنے ستم کر رہے ہیں کہ سمجھ ہی نہیں پا رہا کہ کیا کروں ہائے افسوس! اس مصیبت کی ابتدا ہی نہ ہوتی ہوتی اور نہ ہی میں اس منحوس شادی پر گیا ہوتا وہ بیچارا یہ سب سوچنے قبرستان آ گیا انہوں سے دوری بھی میں زندگی گزارنا بھی بھلا کوئی زندگی گزارنا ہوتا ہے اسی منحوس زندگی کیلئے دو وقت، گھڑی بھی مشغولوں سے گزرتی ہے۔ یہ وقت نہیں گزر رہا بلکہ تلوار ہے جو مجھ کاٹتا جا رہا ہے اور اب یہ سانحہ صرف واقعہ نہیں رہا بلکہ میرے دماغ میں سچ بس کر اب یہ میری رگوں میں کانٹے کی طرح سرایت کر رہا ہے۔ اے خدا! میں نے کون سا گناہ کیا تھا جسکی سزا میں مجھے اپنوں سے دوری اور جدائی سہنی پڑ رہی ہے یہ کیسی مصیبت ہے اور اس پر مزید یہ کہ مصیبت بھی ایسی ہے کہ اب آ گئی ہے تو اس کی کوئی انتہاء بھی نظر نہیں آ رہی کہ بارے کیلئے کسی شاعر نے کہا:

سوائے میرے ہم نشیں، چل کہیں اور چل!
اس چمن میں ہمارا گزارا نہیں
بات پھولوں کی ہوتی تو سہہ لیتے ہم
اب تو کانٹوں پر بھی حق ہمارا نہیں

فنی محاسن: حروف: حرف تمنی: کاش مرکب اضافی: قبیلے کے لوگ، اقارب، کیا، بیگانہ وغیرہ رموز و اوقاف: استفہامیہ (؟) استفہامیہ (؟)

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1)

حوالہ متن

شاعر کا نام	اشتیاق عارف
نظم کا نام	نعت
صنف	نعت
ہیئت	نعت

تشریح:

اس شعر میں شاعر آپ اشتیاق عارف آپ ﷺ کی ذات کی تعریف و توصیف بیان کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ اتنے کریم ہیں کہ انعام کرتے ہی جاتے ہیں وہ اصل کریم کا مطلب ہوتا ہے دل کھول کر دینے والا اور جواد کا مطلب ہوتا ہے اہل اور تمنا کے بغیر دل کھول کر دینے والا۔ شاعر کو آپ ﷺ کی سخاوت بیان کرتے ہیں ایک مثال حاصل ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایسے عطا کرتے کہ کبھی آپ کو ختم ہونے کا خوف ہی نہ ہوتا۔ روایت میں آتا ہے کہ:

ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اتنی بکریاں دیں جو دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیں آپ ﷺ نے اسے دے دی اور وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا کہ محمد ﷺ اتنا عطا کرتے ہیں کہ محتاجی کا خوف نہیں رہتا اسی طرح شاعر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا نام اتنا بابرکت ہے کہ جو اس کو لیتا ہے اس کو کبھی غم نہیں آتا

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2)

جواد یہ بات مندرجہ ذیل سے بھی ثابت ہے جو لوگ درود پڑھتے ہیں ان پر جتنے بھی تم نے مظالم ہوں مگر وہ سکون میں ہوتے کیونکہ کیوں نہ ہو حدیث ہے

"جس نے مجھ پر ایک درود بھیجا اللہ اس پر دس رحمت کے دروازے کھولتا ہے"۔

ہر شاعر یہاں پر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ہر صبر اور عفو و درگزر کا بھی کوئی مقام نہیں۔ کہ آپ کو اتنی تکالیف دی گئی مگر آپ نے انہیں کچھ نہ کہا۔ یہاں پر صفت تکمیل ہے

طائف: آپ نے اسلام کی دعوت دینے کیلئے جب طائف کی وادی میں گئے تو آپکو پتھر مارنے کیلئے لوگوں کو بھیجا گیا جب فرشتے نے ان پر عذاب کی اجازت چاہی تو آپ نے معاف فرمایا

مکہ: آپ جب شروع میں اسلام کا پیغام پہنچاتے تو اہل مکہ آپ کو ایذا دیا کرتے تھے جب فتح مکہ کے دن آپ غالب آئے تو آپ نے انکو معاف کیا اور فرمایا:

لا تثریب علیکم الیوم (آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں)

اسی لیے شاعر نے کہا

ارباب نظر کو ایسا نہ ملے گا — بندے تو مل جائیں گے پر حوصلہ نہ ملے گا
تاریخ ڈھونڈے گی ثانی محمد — ثانی تو بڑی چیز ہے ثانیہ نہ ملے گا

فنی محاسن

صفت تکمیل: طائف و مکہ ردیف: نہیں کرتے مرکب عطفی: طائف و مکہ صفت مراعاۃ النظیر

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1)

حوالہ متن

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

غزل کا نام: ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ہیئت و صنف: غزل

تشریح:

علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں کہ "اے جوانانِ مسلمان" اٹھو اور پوشیاری سے کام لو بیدار ہو جاؤ دراصل علامہ محمد اقبال کی برصغیر کے مسلمانوں کو شوق، جذبہ اور ولولہ دلانے کی ایک وجہ تھی اور یہی وجہ تھی کہ انھوں نے یہ عظیم کام اپنی شاعری کے ذریعے سے کیا۔

وہ کہتے ہیں کہ حضرت انسان تجھے کیا ہو گیا ہے اللہ اللہ کر کے تو نے اپنا پہلا قدم رکھا تھا کہ ابھی ہی تو ڈگمگانے لگا ہے۔ ایک قوم کو تحمل دینے والے فرد اور اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والے شخص میں کم از کم ایسی صفات تو نہیں ہوتی جیسی تیرے اندر ہیں ابھی تو اور بھی کچھ بہت کچھ سہنا ہے کو اور آزمائش کو ملے گا تو اتنا کم ہمت کیوں ہو گیا ابھی تو ہم نے ستاروں کو دیکھا ہے یا اس تک پہنچے ہیں یعنی کامیابی کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہے منزل جتنی خوبصورت ہوتی ہے امتحان اتنے ہی کڑے ہوتے ہیں بقول شاعر:

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

فنی محاسن: صنعت تکرار: اور بھی ہے۔ استعارہ: عشق کے امتحاں: مشکلات سے

قافیہ: جہاں۔ امتحاں ردیف: اور بھی ہے، مطلع، صنعت مراعاۃ النظیر

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2)

(iii)

تولہ فنی:

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبال

غزل کا نام : ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہے

اس یہ شعر شاعر کی غزل کا مطلع ثانی ہے اس میں بھی انھوں نے قوم کو جہد پر دلایا ہے شعر میں کہا گیا ہے کہ اے نوجوان تجھے جتنا مل گیا ہے اس پر قناعت نہ کر کہ تو اسکو کافی سمجھ کر ہاتھ پے ہاتھ رکھ کر بیٹھ جا بلکہ تو اس سے مزید جستجو کر کیونکہ اگر تو دنیا کی رنگینوں کو دیکھ کر بیٹھ جاتا ہے تو تیرا مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ ابھی تو اور نظارے باقی ہے یہ شعر عشق مجازی کو بھی بیان کرتا ہے کہ جب تک تجھے تیرا محبوب نہ ملے تو تو ہمت نہ ہار کوشش اور محنت کرتا رہا ایک نہ ایک دن اسکا صلہ ضرور ملے گا۔

شاعر کہتا ہے کہ اگر تجھے موتی ملا ہے تو مت بیٹھ اٹھ جا کر سونا تلاش کر اور اگر سونا ملا ہے تو آگے بڑھ اور تلاش کر

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

فنی محاسن:

مرکب اضافی: عالم رنگ

مرکب عطفی: رنگ و بو

جملہ تکرار: اور بھی، اور بھی

مطلع ثانی

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3)

اس شعر میں بھی شاعر قوم کو اجاگر کرنے کی بڑی
محنت اور محنت کر رہا ہے اور اپنی مقصد کو اجاگر کرتے کیلئے
انھوں نے آدمی کو شاہین سے تشبیہ دی اور فرمایا
کہ جیسے شاہین کبھی بھی اپنی پرواز سے نہیں تھکتا اسی
طرح تو بھی کبھی ہمت نہ ہار اور دوبارہ اٹھ کر اپنا کام شروع
کر اپنے سامنے اپنی ہمت سے آسمان بھی ہے کچھ ابھی تو
بہت کچھ کرنا ہے کہ نکمی فضیلت تیرا کام ہی پرواز
کرنا ہے تو اس لئے تجھے پر اگانے ہونگے تبھی
کامیابی ہوگی شاعر کہتا ہے:

تو دل ناامید نہیں، ناکام ہی تو ہے
لمبی ہے غم کی شام، مگر شام ہی تو ہے

علامہ اقبال بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھو
ناکام ہو، گر جاؤ، اٹھو، سنبھلو پھر سے محنت کرو کوشش
کرو ابھی منزل دور، وقت کم اور کام زیادہ ہے۔

تو سجدوں سے بڑھ کر تو سجدہ تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر

فنی محاسن:

(i) صنعت مراعاۃ النظیر (ii) استعارہ: شاہین

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

خط:

کمرہ امتحان

ا - ب - ج

۱۸ - ۰۵ - ۲۰۲۶

محترم مدیر

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم مدیر میں آپکے ~~اخبار~~ آپکی جانب سے شائع کردہ اخبار پڑھ کر بہت متاثر ہوا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپکے توسط سے میں اپنی آواز ان تمام اداروں تک پہنچا سکوں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ میرا خط شائع کریں گے۔

مجھے ایک ماہ سے یہ مشاہدہ کیا جا رہا ہے کہ مارکیٹ میں ملنے والی چیزیں اپنی گزشتہ قیمتوں سے دوگنا بڑھ چکی ہیں جو کہ ایک غریب اور متوسط گھرانے کے لیے بہت خطرناک ہے کسی دل کے دورے سے کم نہ تھی۔ ایک متوسط گھرانے کو چلانے والا آدمی اپنی کمائی کے ۴۰ فیصد حصے سے وہ اگر راشن وسودا خریدتا تھا تو اب اسکو وہی سودا وراشن اپنی کمائی کے ۸۰ فیصد سے خریدنا پڑے گا۔ اگر ایک غریب آدمی اپنی بچی کی پڑھائی کی کمائی پر جو خرچ کرتا تھا اب اس آدمی کو اسکا دوگنا خرچ کرنا پڑے گا۔ دائیں طرف دیکھا جائے تو وہ لوگ جنھیں مفت بجلی، مفت گاڑیاں اور مفت آسائشی سامان مہیا کیے ہیں اور بائیں طرف دیکھا جائے تو ایک غریب دن کے ایک حصے کی روٹی کھانے کو ترس رہا ہے۔ وجہ

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2)

کیا ہے؟ وجہ صرف و صرف مہنگائی ہے۔ حال ہی میں ایک قریبی پڑوسی نے جو کہ سفید پوش تھے گھر میں ۳ دن سے فاقہ کاٹا اور کسی سے بھی سوال نہ کیا اور بچوں اور بیوی کے درد کو دیکھ کر عذاب نہ لا سکے اور خودکشی کر لی۔ اگر ایک غریب قرضہ مانگ کر بھی اپنی تنخواہ گزارے تو وہ ایسا کب تک کرے آخر نہ ایک دن اسکو قرض وہ بھی ادا کرتا ہے۔ اور باقی کے سارے اخراجات کا بوجھ بھی اس ایک کمانے والے پر ہے۔

میری درخواست ہے اور یہ میں چاہوں گی کہ میں حکومت

i مہنگائی پر قابو پائے۔ معیشت کو بہتر بنانے پر سیاسی اختلافوں سے زیادہ توجہ دی جائے۔

ii غریب اور خط غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کیلئے فنڈز کا انتظام کیا جائے۔

iii امیروں اور سرکاری خرچوں سے بے جا قسم کے ساز و سامان عیش و عشرت کو ضبط کیا جائے اور اسے ملک کی معیشت میں استعمال کیا جائے

iv ریاست آٹے دال کے حالات کا جائزہ نگران سے لیتی رہے۔

والسلام

ع۔ی۔ے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1)

مضمون:

سوشل میڈیا کے استعمال کے مثبت اور منفی پہلو:-

~~~ آنکھ جو دیکھتی ہے لب پر آسکتا نہیں
محو حیرت ہو دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔

سوشل میڈیا، آج کے دور میں سوشل میڈیا ہی صرف وہی تنہا چیز ہے جسکی اہمیت اور نقصانات سے دنیا بے طرح سے باخبر ہے۔

سوشل میڈیا نے اس دنیا کو گلوبل ویلج بنا دیا ہے کہ کہیں پر بیٹھا ہوا کوئی بھی شخص جو چاہے کر سکتا ہے صرف ایک بٹن کی دوری پر ہوتا ہے کہ آخر وہ شخص وہ بٹن دبائے تو وہ دنیا کے آخری کونے سے روشناس ہو رہا ہوتا۔ الغرض یہ کہ سوشل میڈیا نے انسان زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اسکے مثبت اثرات میں نایاں طور پر تعلیم کا حصول، روزگار کا حصول دنیا سے باخبر رہنا۔ سب چیزیں شامل ہیں

سوشل میڈیا نے انسان کو بہت سی سہولتیں مہیا کی آج وہ طالب علم اور شاگرد جو اپنی ہزاروں میلوں کی دوری سے با المشافہ تعلیم حاصل نہیں کر
~~~

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2)

ملتے وہ بھی اب بغیر کسی رکاوٹ کے پڑھ سکتے ہیں
اسی طرح بہت سے لوگ کچھ مہارتیں سیکھنا چاہتے ہیں
مگر وہ اسکی بھاری قیمتیں ادا کرنا کو ممکن نہیں رکھتے
وہ بھی وقت میں سوشل میڈیا سے روشناس ہوتے ہیں
اسی طرح بہت سے لوگ گھر بیٹھ کر کام کرنا کو ترجیح دیتے
ہیں اور لوگ صرف ایک کال پر دوسری دنیا۔ بیٹھ ہوئے
نئے شعبہ داروں سے باخبر اور حال احوال معلوم کر سکتے
ہیں۔ یوٹیوب، واٹس ایپ، کینوا وغیرہ الغرض جیسی
صدی کی ایسی ایجادات ہیں جس نے انسان کے
مشکلات آسان کی۔ شاعر کہتا ہے انسان کی اسی
ترقی کے متعلق:

ع ہیں زد میں اسکی خلا اور ماورا عذا
یہ خاک نشین کہاں خاک میں سماتا ہے

سوشل میڈیا نے انسانوں کے لیے ان کی زندگیوں
کو حد درجے تک آسان بنا دیا ہے اگر ہم اپنے بڑوں
کے دور کو دیکھ تو وہ کبھی بھی ایسی نہ
کر پائیں گے کہ یہ سب بھی ممکن تھا
ذیل میں ایک فکشن سے دوسرے فکشن تک
پہنچنے کی مثال درکار ہے ایک سیکنڈ کی ہوتی
ہے پہنچ جاتے۔
بہت سی خواتین نے سوشل میڈیا

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3)

کے مثبت اثرات سے فائدہ اٹھا کر اپنے کاروبار شروع کیے اور آج کامیابی کی ایسی داستانیں ہمارے سامنے ہیں۔

مگر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ سوشل میڈیا ایک دو دھاری تلوار ہے جہاں مثبت اثرات کے ساتھ منفی بھی بہت زیادہ ہیں۔

لوگوں نے سوشل میڈیا زیادہ استعمال کرنا شروع کر دیا اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں اور اپنوں کو وقت دینے کے بجائے وہ صرف ایک کمرہ اور اسکرین تک محدود ہو جاتے ہیں اسی لیے تو شاعر نے کہا تھا۔

ع مانا کہ غم بانٹنے کی چیز نہیں دوستو
اک دوسرے کے حال سے واقف رہا کرو

سوشل میڈیا جیسے پلیٹ فارم انسان کیلئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ اس میں ایک دوسرے کی ذات کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ لوگوں کی پرائیویسی لیک کی جاتی ہے اور اس طرح لوگوں کو بہت بری صورتحال سے سامنا کرنا پڑتا ہے

کسی دانا نے خوب کہا:

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4)

سوشل میڈیا دو دھاری تلوار ہے!

یہ تو اسکے خطرناک پہلو میں سے ایک چہرہ کو بیان کیا ہے مگر یقین رکھیے کہ اس میں ایسی جھوٹی خبروں کی بھی نشر و اشاعت کی جاتی ہے جو انسان کو دھوکا لگا دیتی ہے۔ یا انسان ان خبروں کو سن کر کوئی ایسا کام کر لیتا ہے جو غلط ہوتا ہے اور اسی طرح بندہ اس جھوٹی خبر کو آگے پھیلاتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیلتی ہے۔

اسی طرح سوشل میڈیا کے بے جا استعمال کے بھی کئی نقصانات ہیں، طلبہ پڑھائی سے دلچسپی کھو بیٹھتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ سکرولنگ اور ڈرامہ دیکھتے ہیں جو انکا مستقبل کیلئے خطرناک ہے۔

مے نئی دنیا کے نئے انداز ہیں، نئے مزاجوں کے سلسلے
یہی ذریعہ گر سنور جائے تو دنیا کیا سے کیا ہو جائے

اسی خطرناک حقیقت کو شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

بانٹ رہا ہے بچوں میں اطفال ہے میرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے